بارش کی ساتویں شام

امجد بہزاد

بارش کی ساتویں شام

امجد بہزاد

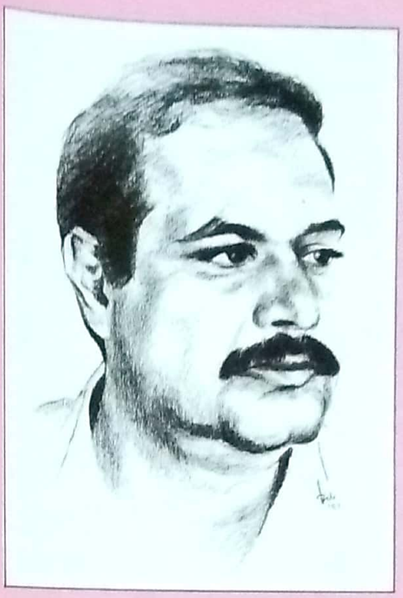

---- امجد بہزاد سڑکوں کو بامراد کہتا ہے--- اور شہر کو بے اماں مانتا ہے- راستوں کو کہکشانی اور شہر کو قاتل گردانتا ہے--- بادباں کھلے رکھتا ہے- کہ منتشر لوگوں میں رہنا نہیں چاہتا- چیختی چنگھاڑتی سڑکوں پر تادیر گھومنا چاہتا ہے اور جنگلوں کی طرف ہجرت کا تمنائی ہے- مگر--- وہ جاتا کہیں بھی نہیں کہ نامعلوم رویہ اس کے پاؤں کی زنجیر بن جاتا ہے-

امجد کی شاعری میں اسے رویے کا اظہار اوپر [illegible] طح [illegible] نہیں [illegible] مگر [illegible] نامعلوم بھی نہیں ہے- یہ رویہ ایسے اشعار میں سر اٹھا کر دیکھتا ہوا آپ کو مل سکتا ہے- اور اسی سے امجد کا لہجہ منفرد ہو جاتا ہے-

زمیں زادوں سے امجد کٹ کے جینا غیر ممکن ہے
سمندر سے جزیروں کو رہا ہوتے نہیں دیکھا

ناصر علی سید

Ketabton.com

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ڈاکٹر عابد سیال
انتہائی خلوص اور محبت کے ساتھ
امجد

---غالب اپنے دور میں گردن زدنی رہا--- راشد اور میراجی اپنے دور میں۔

آج بھی بعض شعراء اپنی تجرباتی شاعری اور لفظوں کے نئے مفاہیم کے باعث قدماء کی نظر میں نامقبول ہیں۔ لیکن نیا پن ہر دور کا ہراول دستہ ہوتا ہے۔ وہ فن، لب و لہجے اور دلکشی کی نئی راہیں تلاشتا ہے۔

امجد بہرکو نئے دور کی نئی سوچ کے منفرد اظہار کا شاعر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ "بارش کی ساتویں شام" نئے بادلوں، نئی فضا اور بارش کے تازہ تر موتی قطروں کی مالا ہے۔ ایسی نئی چمک دمک نئی تازگی کا پیام ہے۔ ایسی کتاب کہ نئے دور کے شعر پسند حضرات کو غالب، اقبال، فیض، ندیم اور فراز کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے شاعری کا ارتقاء اور بدلتے لب و لہجے کا عرفان حاصل ہوگا۔

پروفیسر خاطر غزنوی

---امجد کی شاعری میں کہسار کی برف پوش چوٹی سے سرمئی بادل کی سرگوشی سنی جاسکتی ہے۔ یہاں آپ کہکشاں زیرپا ہونے کے منظر نادیدہ دیکھیں گے اور وہ بھی ایسی ابہام کی فضا میں جو فہم و ادراک سے معتبر ہے۔

پروفیسر غلام محمد قاصر

---امجد خراب شاموں میں اپنی دریافت کے سفر پر نکلا ہوا نوجوان شاعر ہے۔ خراب شاموں کے منظر بھی طرح طرح کے اسرار اوڑھے رہتے ہیں۔ سو وہ سحر زدہ ہے۔ انتظار ہے کہ مسحور امجد کو اس سفر میں منظروں کے لمس کی سرخوشی میسر آجائے۔

سجاد بابر

PDF by Tahir Abid Taair

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

---۔امجد کے کلام میں جو اور یجنیلٹی ہے۔ وہ اس کی اپنی لاابالی شخصیت کی عطا ہے-- اشعار میں ایسی کیفیت ہے۔ جس میں آج تک کوئی نام نہ دے سکا۔ اس کے لہجے میں موسیقی کے سارے سر گونج رہیں ہیں۔ "بارش کی ساتویں شام" کی دھنک آسمان ادب پر متنوع رنگوں کیساتھ طلوع ہو رہی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اپنی ہی سروں میں گم، اپنے الفاظ کے تال پر رقص کناں ہمارے ادیب شاعر اس کا سواگت کس طرح کرتے ہیں-------؟

پروفیسر حامد سروش

امجد بہزاد کی شاعری میں دھنک کے سارے رنگ موجود ہیں مگر ان رنگوں کو پینٹ کرتے ہوئے امجد جس نئے انداز اور نئے لہجے کو اپنایا ہے۔ اس نے امجد کی شاعری کو ایک خوشگوار حیرت سے ہمکنار کیا ہے۔ اس کے لہجے کی انفرادیت میں اجنبیت کا کوئی احساس نہیں ملتا بلکہ پڑھنے والا نئے تجربات اور نئے آہنگ کو اپنی ہی بات سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ امجد کی غزل اور نظم دونوں میں "قلبی واردات" اپنی پوری شدت کیساتھ موجود ہے---ہاں---اس واردات کو اس نے روایت کیساتھ ساتھ جدت کا پیرہن بھی دیا ہے اور یہی خصوصیت اسے بھیڑ میں نمایاں کرتی ہے۔

یوسف عزیز آمد

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بارش کی ساتویں شام

امجد بہزاد

Printed by: Peshawar Process, Peshawar City.
Ph. (P.P): 250662-212743

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جملہ حقوق بحق " فریدہ نور " محفوظ

نام کتاب	بارش کی ساتویں شام
مصنف	امجد بہزاد
تاریخ اشاعت	اکتوبر ۱۹۹۷ء
سرورق	جہانزیب ملک
کمپوزر	ادریس شاہ کمپوزنگ سنٹر قصہ خوانی پشاور

اہتمام : سردار نعیم

رابطہ

امجد بہزاد عابد سٹریٹ گل بہار
کالونی نمبر پشاور شہر

انتساب

یقیناً خدا نے سب سے پہلے دوستی کا رشتہ تخلیق کیا ہو گا

شعیب الدین اور فردوس خان

کے نام

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنی آنکھیں اپنے خواب ۱۱
خدا سے ۱۷
میں اور وہ ۱۸
نگارِ حسن کو بے آئنہ ۱۹
رات کا تنہا سفر ہے ۲۱
تیری مرضی جو تو چاہے ۲۳
شائبہ ۲۴
اک جمال منتظر کا ۲۵
یہ میں نے تم سے ۲۶
اک مستقل نباہ ۲۸
وہ اگلے موڑ پہ ۳۰
کس قدر اداسی ہے ۳۱
بدل جانے کا دکھ ۳۳
آخری خواب ۳۴
یہ واقعہ آج کا نہیں ۳۷
دور تک تنہا سڑک ۳۸
نیل فلک کو ۴۰
یہ جو تیری آنکھوں ۴۲
ایک شعر ۴۳
جبر ۴۴
ندی کنارا میں اور تو ۴۵
ہر منظر اک نوحہ ۴۶
اک دشت بے کنار ۴۸
سارے ہنر تنہائی کے ۵۰
پسپائی ۵۲
شام غم یہ تو بتا ۵۳
دور شہر سے جنگل میں ۵۴
بارش کی ساتویں شام ۵۵
اے تنہائی تیرا کوئی ہمراز نہیں ۵۶
صبح کا نمناک سورج ۵۷
کفر کو ایمان کر سکتا ہوں میں ۵۹
ہوا یہ کیا کہ فقرانہ ۶۱
زندگی ۶۲
اے کاش کہ کوئی ۶۳
ڈیپریشن ۶۵
پروین شاکر ۶۶
آب زر کی بے کرانی ۶۷
کیا شب تھی ۶۹
جادو سا کوئی جاگا ۷۰
پاکستان ۷۲
شہرے تو قیر میں ۷۴
مبہم خواب ۷۶
محرومی ۷۷
شعر کہے اور کچھ نہ کیا ۷۸
میں تم سے دور ۷۹
تیز ہوا تھی ۸۱
غنی خان ۸۳
اعتراف ۸۵
ایک منظر ۸۶
مٹی کا آدمی ۸۷
میں بھول جاؤں ۸۹
یہ چپ ہے کیسی ۹۰
نقش ہونا ۹۱
فارغ بخاری ۹۳
خود سے اب ۹۵
یہ چپ کی عمد ۹۶
تنہا تھا میں بھی ۹۷
ابر بہار شام ۹۹
قطعہ ۱۰۰

ماہ تمام چمکا ۱۰۱
وہ بھی خیال و خواب ۱۰۳
خداؤں کی حفاظت ۱۰۵
دکھ تجھے ہوگا ۱۰۷
رات مجھے رستے میں ۱۰۸
کسی کو دیکھ کر ۱۱۰
کسی جمال میں ۱۱۲
گلا میں کیسے کروں ۱۱۳
سارا شہر ہی ۱۱۴
کھڑا ہوں کب سے ۱۱۶
دو شعر ۱۱۷
وہ شام ۱۱۸
سب سزاؤں کی ۱۱۹
یہ دکھی دکھی سے ۱۲۱
شیشہ دل ۱۲۳
آخری حیرت باقی ہے ۱۲۴
ہزار لوگوں میں ۱۲۵
دو شعر ۱۲۷
یہ کیا کہ صبح شام ۱۲۸
آواز ۱۳۰
موسم کڑا تھا ۱۳۲
شب سیاہ میں ۱۳۳
کون سنا کے عتاب ۱۳۴
خواب میں کہی ہوئی نظم ۱۳۵
شہر کے سب باسیوں کا ۱۳۷
یہ کیا کہ لطف شام ۱۳۸
کوشش کی بات کی ۱۳۹
حسرت ۱۴۰

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنی آنکھیں اپنے خواب

رئیس فروغ کا ایک شعر ہے

آنکھیں جو بے حال ہوئی ہیں　　دیکھ لیا تھا خواب پرایا

اس حوالے سے جب ہم اردو شاعری پر نظر ڈالتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شعراء کی اکثریت پرائے خواب دیکھنے پر مامور ہے۔ جب سے خوابوں کا قحط پڑا ہے مستعار خوابوں کے ہجوم نے شاعری کی پوری فضا کو گرد کے منظر نامے میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس کہرے میں بہت کم شاعر ایسے ملیں گے جنھیں اپنے خوابوں کا اجالا راستہ دکھاتا ہے انہی کم شاعروں میں امجد بہزاد کا نام شامل کیا جا سکتا ہے ہمارے اس نوجوان شاعر کی آنکھیں اس لئے بے حال نہیں ہوئیں کہ یہ اپنے خواب دیکھنے کی صلاحیت سے مالا مال ہیں اور پھر تعبیر کی خواہش اس خواب گوں ماحول کو مزید پر اسرار اور طلسماتی بنا دیتی ہے

جادو سا کوئی جاگا بادل کے برسنے پر
اک منظر نو چمکا موسم کے بدلنے پر

نقرئی آواز کوئی بن گئی زنجیر پا
دشت کے تنہا سفر میں ہم کو رکنا پڑ گیا

خاک جاں میں بھی تو اک حیرت کدہ آباد ہے
کیوں یہ میری چشم ویراں دیکھتی ہے دور دور

شاعری میں اپنی بات کہنے کے مضمرات بتاتے ہوئے رئیس فروغ نے کہا تھا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جس دن سے اپنی بات رکھی شاعری کے بیچ
میں کٹ کے رہ گیا شعرائے کرام سے

لیکن انفرادیت کی راہ پر چلنے والے اس آگ میں بے خطر کود پڑتے ہیں۔ رئیس امروہوی کے الفاظ میں

یا رب غم عشق کیا بلا ہے
ہر شخص کا تجربہ جدا ہے

لہٰذا جو شاعری انفرادی تجربہ بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتی وہ کلیشے سے آگے نہیں بڑھتی اور امجد بہزاد کو زندگی اور شاعری دونوں میں روائتی رستوں پر چلنا ناپسند ہے

امجد بہزاد کے کلام پر نظر ڈالنے سے پہلا تاثر یہی ابھرتا ہے کہ یہ نوجوان انتہائی صداقت سے اپنا لحن دریافت کرنے کے کرب ناک عمل میں مبتلا ہے۔ اس کی شاعری میں کہسار کی برف پوش چوٹی سے سرمئی بادل کی سرگوشیاں سنی جا سکتی ہیں۔ یہاں آپ کہکشاں کو زیرِ پا ہونے کے منظر نادیدہ دیکھیں گے اور وہ بھی ایک ایسی ابہام کی فضا میں جو فہم و ادراک سے معتبر ہے۔

امجد بہزاد کا شمار ان شعراء میں کیا جا سکتا ہے جو نظم و غزل پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ اس کی شاعری میں جہاں عناصر کا ذکر ہوا ہے وہ مقامات اس کی مجموعی شاعرانہ فضا میں بہت بلندی پر واقع ہیں۔

کیا شب تھی کہ مہکے تھے اطراف کناروں کے
اور قافلے ٹھہرے تھے دریا میں ستاروں کے

دکھ تجھے ہو مگر شہر کو جل جانا ہے
تیرے شاعر نے بہت دور نکل جانا ہے

پھول خوبانیوں کے جھومتے ہیں
کر رہی ہیں ہوائیں بوس و کنار
اور میں اپنے ہونٹ کاٹتا ہوں

ہر موسم کا اپنا اپنا مول ہوا کرتا ہے
سرما کی برفیلی ہوا میں آؤ منائیں سوگ

میں وہ ہوں
جو سمندر کی تہوں میں
نیل گوں چپ چاپ پانی میں
کسی من موہنی سی جل پری سے گفتگو میں محو رہتا تھا

چند اچھی نظمیں یا غزلیں تخلیق کرنا اتنا مشکل کام نہیں جتنا کہ شاعری کے لئے نیا زمین نیا آسمان پیدا کرنا ہے۔ امجد بہزاد نے جو کچھ کہا ہے وہ اس کا اپنا تجربہ اور اس تجربے کا اظہار ہے۔ شاعری کے نگارخانے میں اس نے اپنے دکھ سکھ حنوط کرکے سجائیں ہیں۔

ہر چند تیرا قرب مری دسترس میں تھا
میں نے ترے وجود کو آدھا نہیں کیا

عکس پانی میں جو دیکھا تو بہت رنج ہوا
یہ کھلا آج کہ دریا کی روانی کیا ہے

امجد بہزاد نے حکیمانہ خواب دیکھنے کی قبل ازوقت خواہش سے دامن بچا کر اپنے فن کی بلاغت برقرار رکھی ہے اس کا ہر خواب اس کی چھوٹی موٹی آرزووں کی شکست و ریخت کا بیانیہ

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے۔ یہاں آپ کو ایسے بچے کی سسکیاں سنائی دیں گی جو جبلتِ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنا کھلونا خود توڑ دیتا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ امجد بہزاد نے کہیں کہیں قوانی کی حد تک آزادی برتی ہے ورنہ فکر رواں کے بہتے دھارے میں وہ مروجہ سانچوں سے مکمل بغاوت کا اظہار بھی کر سکتا تھا۔

کفر کو ایمان کر سکتا ہوں میں
جنگ کا اعلان کر سکتا ہوں میں
اور اب یوں ہے کسی لمحے میں بھی
شہر کو ویران کر سکتا ہوں میں

کہتے ہیں سوال کبھی غلط نہیں ہوتا اس کا جواب نامعلوم یا غلط ہو سکتا ہے۔ امجد بہزاد کی شاعری اپنے عہد سے کچھ سوال کرتی ہے۔
شب سیاہ میں یہ روشنی سی کیسی ہے

سوچتا ہے اک فریادی
کون ہمارا حاکم ہے

یہ ہوا ہے کیا کہ تھمے نہیں تری اشکباری کا سلسلہ
لمحہ وصل کا کیا ربط ہے سرشاری سے؟
ہجر کا کرب ہے کیا؟ آنکھ کا پانی کیا ہے؟
آیئے امجد بہزاد کے کلام میں ان سوالوں کے جواب تلاش کریں

پروفیسر غلام محمد قاصر

اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا
سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں

غالب

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

خدا سے

میں نے تجھ کو سوچا نہیں ہے دیکھا ہے

میں نے تجھ کو کھیلتے دیکھا باغوں میں بچوں کے ساتھ
میں نے تجھ کو ہنستے دیکھا سرخ رسیلے ہونٹوں میں
میں نے تجھ کو روتے دیکھا مظلوموں کی آنکھوں میں
میں نے تجھ کو قہر میں دیکھا آندھی اور طوفانوں میں
میں نے تجھ کو بے خود دیکھا شام ڈھلے پیمانوں میں
میں نے تجھ کو سوچتے دیکھا پھیلے ہوئے صحراؤں میں
میں نے تجھ کو سوتے دیکھا ہرے بنوں کے سایوں میں
میں نے تجھ کو گاتے دیکھا بارش اور ہواؤں میں
میں نے تجھ کو رقصاں دیکھا معشوقوں کی بانہوں میں

میں نے تجھ کو سوچا نہیں ہے دیکھا ہے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں اور وہ

میں یہ کہتا ہوں سفر آسان ہونا چاہیے
وہ یہ کہتا ہے نہیں ہلکان ہونا چاہیے

میں یہ کہتا ہوں خموشی عشق کی معراج ہے
وہ یہ کہتا ہے نہیں اعلان ہونا چاہیے

میں یہ کہتا ہوں بڑے بے کیف ہیں لیل و نہار
وہ یہ کہتا ہے کوئی ارمان ہونا چاہیے

میں یہ کہتا ہوں "خدا" کا عکس ہے میرا وجود
وہ یہ کہتا ہے نیا امکان ہونا چاہیے

میں یہ کہتا ہوں کُھلے مجھ پر جمالِ کائنات
وہ یہ کہتا ہے نہیں حیران ہونا چاہیے

میں یہ کہتا ہوں سخن کچھ بھی نہیں جُز دردِ سر
وہ یہ کہتا ہے نہیں دیوان ہونا چاہیے

نگارِ حسن کو بے آئینہ ہوتے نہیں دیکھا
تو کیا تم نے بھی کوئی سانحہ ہوتے نہیں دیکھا

مگر کل شام یہ منظر مری آنکھوں میں کُھلنا تھا
پرندوں کو درختوں سے خفا ہوتے نہیں دیکھا

رعایا نے بھی بینائی کسی جنگل میں دفنا دی
کہ شاہوں نے کسی کا بھی بُرا ہوتے نہیں دیکھا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بہاروں نے بھی تیرے وصل کی جھوٹی تسلّی دی
کسی موسم کو میں نے بے ریا ہوتے نہیں دیکھا

چلو ہم ہی تمھیں یہ منظر نادیدہ دکھلا دیں
کہ تم نے کہکشاں کو زیرِ پا ہوتے نہیں دیکھا

زمیں زادوں سے امجد کٹ کے جینا غیر ممکن ہے
سمندر سے جزیروں کو رہا ہوتے نہیں دیکھا

....

○

رات کا تنہا سفر ہے، روشنی ہے دور دور
ایک بابِ غم کھلا ہے اور خوشی ہے دور دور

میں کھلے میدان میں ہوں منتظر بے سائباں!
وہ گھنے جنگل میں مجھ کو ڈھونڈتی ہے دور دور

شہر کے دیوار و در پر خوف کی اک بیل ہے
وہ محبت کی کہانی لکھ رہی ہے دور دور

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شدّتیں ہیں ماند لیکن دردِ دل جو تھا سو ہے
غیر موسم میں بھی کوئل کُوکتی ہے دور دور

خاکِ جاں میں بھی تو اک حیرت کدہ آباد ہے
کیوں یہ میری چشمِ ویراں دیکھتی ہے دور دور

یہ غبارِ کارواں ہے یا سرائے غم کی سمت
اک ہوائے تیز ہے جو چل رہی ہے دور دور

منتشر لوگوں میں امجد تا کجے ہو صبح و شام!
ایک آوازِ درا میں نے سنی ہے دور دور

تیری مرضی جو تو چاہے

اے ری دنیا!
تیری مرضی جو تو چاہے
میرا کیا ہے تیرے جیسا ہو جاؤں گا
جو تو کہے گی وہی کروں گا
کوئی کویتا نہیں لکھوں گا
تیری لے میں کھو جاؤں گا
تیری لے وہ لے ہے کہ جس میں
ایسی چیختی راگنیاں ہیں
جن کو سُن کر پنکھ پکھیرو اُڑ اُڑ جائیں
بادل جنگل اور سمندر
چپ ہو جائیں روٹھتے جائیں
اپنے مدھر گیتوں کی تانیں توڑتے جائیں
اے ری دنیا تیری مرضی جو تو چاہے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شائبہ

وہ جو برہنہ پربت پر دو پیڑ کھڑے ہیں
اک دوجے سے کچھ دُوری پر
جیسے کہ میں ہوں
جیسے کہ تُو ہے
وہ بھی ہیں کچھ ڈرے ڈرے سے
ہم بھی ہیں کچھ سہمے سہمے
شام سمے کی دُکھی ہوائیں
دونوں ملنا چاہتے ہیں پر مل نہیں سکتے

○

اک جمالِ منتظر کا مان رکھنا پڑ گیا
تیز بارش میں ہمیں گھر سے نکلنا پڑ گیا

نقرئی آواز کوئی بن گئی زنجیرِ پا
دشت کے تنہا سفر میں ہم کو رکنا پڑ گیا

بے ستارہ رات پر اس نے کیا افسوس کیا
تیرگیِ شب میں جگنو کو چمکنا پڑ گیا

اس کا کہنا ہے محبت راز رکھنی چاہیے
کتنی مشکل میں ہمارا شعر کہنا پڑ گیا

بد دعا یہ رات کی ہے یا تلوّن ہے مرا
صبح کے آغاز کا انجام کرنا پڑ گیا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

یہ میں نے تم سے کہا نہیں تھا
کہ میرے گھر میں دیا نہیں تھا

چہار جانب تھا ہُو کا عالم
مری زمیں پر خدا نہیں تھا

ہَوا میں سیٹی سے بج رہی تھی
کوئی کسی کا رہا نہیں تھا

کسی نے مجھ کو صدا تو دی تھی
میں اپنی ضد میں رُکا نہیں تھا

وہی تھا عہد زوال میرا
جب آئینہ، آئینہ نہیں تھا

نہیں ہے یوں بھی کہ موت آئی
بس اتنا ہے میں جیا نہیں تھا

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

اک مستقل نباہ کی خواہش ہی کی نہیں
ہم نے ترے خلاف یہ سازش ہی کی نہیں

کرنا تھا جس کے ہجر میں ہم نے کسی کو یاد
سرما کے بادلوں نے وہ بارش ہی کی نہیں

بے عشق روز و شب کا ہمیں بھی ہے دُکھ مگر
حُسنِ بتاں نے دل میں رہائش ہی کی نہیں

تنہائیوں نے ہم کو خود آرا سا کر دیا
زخمِ ہنر کی دل نے نمائش ہی کی نہیں

ہم طول دے تو سکتے تھے شب ہائے وصل کو
اُس چشمِ سرمگیں نے گزارش ہی کی نہیں

آخر سخنوروں کو بھی چُپ سادھنا پڑی
تُو نے کسی سخن کی ستائش ہی کی نہیں

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

وہ اگلے موڑ پہ میرے لئے رکا ہو گا
کسی سے کیا کہ وہ خود سے بھی ڈر گیا ہو گا

خوشا وہ لمحہ کہ جب اس کے ہونٹ چومے تھے
اور اب یہ سوچتا ہوں کیا وہ سوچتا ہو گا

وہ میرے جسم کے اُسرار لے کے بچھڑا تھا
اکیلی راتوں کو وہ کیسے کاٹتا ہو گا

یہ دُکھ بھی ہے کہ وہ میرا شریکِ کرب رہا
میں جاگتا ہوں تو وہ کیسے سُو سکا ہو گا

یہ شہر گنگ سہی میرے حق میں اے امجد
وہ ایک شخص مگر مجھ سے بولتا ہو گا

......

○

کس قدر اُداسی ہے
بات گو ذرا سی ہے

یہ زمین صدیوں سے
کس کے خوں کی پیاسی ہے

بامراد سڑکوں پر
کیسی بد حواسی ہے

خواہشوں کے جنگل میں
سرپھری ہوا سی ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

چاندنی کی ہجرت پر
رات بے نوا سی ہے

کون مجھ کو پہچانے
کس سے روشناسی ہے

خامشی کے صحرا میں
نقرئی ندا سی ہے

معتبر گھرانوں کا
عشق بھی سیاسی ہے

راز یہ کھلے امجد
تو ولی کہ عاصی ہے

بدل جانے کا دکھ

مجھے کیا جانتے ہو تم
مجھے پہچانتے ہو تم ....
میں وہ ہوں .... جو سمندر کی تہوں میں .... نیلگوں چپ چاپ پانی میں
کسی من موہنی سی جل پری سے گفتگو میں محو رہتا تھا
میں وہ ہوں .... جو درختوں کے خنک سایوں میں سو کر
جاگتا رہتا تھا اُن گزرے زمانوں میں
میں وہ ہوں .... جو نگارِ شہر کی ہر جاں ستاں مصروفیت سے
امن کی خاطر
ہمیشہ لڑتا رہتا تھا
رسیلے گیت لکھتا تھا
میں وہ ہوں .... جو سسکتی شام کو
اک مسکراتی شام کرنے میں
شرابی دوستوں کو ڈھونڈ کر ہنگامہ کرتا تھا
مجھے کیا جانتے ہو تم ....
مجھے پہچانتے ہو تم ....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آخری خواب

اب اس سے پہلے کہ موت آئے
ہمارے جسموں...... کثیف جسموں کی کہکشائیں
خراب شاموں...... جوان راتوں کے آسماں کی حدوں سے گر کر
زمیں کی تہہ میں ہوں ریزہ ریزہ
قریب آؤ...... گنہ نہیں ہے...... قریب آؤ
کثیف جسموں سے حظ اٹھائیں
اب اس سے پہلے کہ موت آئے
چلو کہ رولیں...... اور اتنا رولیں
کہ شامِ غم کا بخار نکلے
چلو کہ خوشیوں کو ورغلا کر
سیاہ جنگل...... ہرے درختوں میں لے کے جائیں
اور اتنی شدت سے قہقہوں کو وقار بخشیں

کہ سبز پتوں پہ ساری خوشیوں کو نقش کر دیں
اب اس سے پہلے کہ موت آئے
خموش سرما کی بارشوں میں
اکیلی سڑکوں کو اپنے قدموں کی چاپ دے دیں
کہ بعد اپنے...... کسے خبر ہے...... خموش سرما کی بارشوں میں
کسی کا سایہ دکھائی دے گا؟
کسی کی آہٹ سنائی دے گی؟
اب اس سے پہلے کہ موت آئے
بیاضِ شب میں وہ خواب لکھ دیں
کہ دیدہ و دل کے واسطے جو
گلاب بھی ہیں عذاب بھی ہیں
یہ خواب، جب ہم نہیں رہیں گے
کسی کی آنکھوں...... ستارہ آنکھوں کے کام آ کر
کہانیوں میں رہا کریں گے
اب اس سے پہلے کہ موت آئے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عجیب سے اک سفر پہ نکلیں
کہ جس میں منزل نہ راستوں کا خیال رکھیں
کبھی سمندر کی سبز لہروں پہ پاؤں رکھ کر
کسی جزیدے کی خامشی سے کلام کرلیں ...... سلام کرلیں
کبھی ہواؤں میں اُڑتے اُڑتے
اک اجنبی سے کسی نگر کے برستے بادل کا ہاتھ تھامیں..... زمیں پہ اُتریں
کسی کو ڈھونڈیں .... اور اتنا ڈھونڈیں
یہ بھول جائیں کہ کون ہیں ہم

نا تمام

O

یہ واقعہ آج کا نہیں ہے کئی زمانوں کی بات ہے یہ
کہ سینۂ عشق کے مقابل کڑی کمانوں کی بات ہے یہ

یہ شہرِ اوہام ہے یہاں پر محبتوں کا نصیب ہجرت
یہ میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آسمانوں کی بات ہے یہ

برہنہ سڑکوں پہ تم کو کیسے میں خوشبوؤں کا پتہ بتادوں
گھنے درختوں میں مجھ سے ملنا چھپے خزانوں کی بات ہے یہ

یہ میں بھی کیا ہوں کہ عاشقی سے ہوس کی تہذیب کر رہا ہوں
میں آدمی ہوں بہت پُرانا نئے جہانوں کی بات ہے یہ

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

دور تک تنہا سڑک ہے میں ہوں اور سایا مرا
کتنا اچھا لگ رہا ہے بے نوا ہونا مرا

ایک دشتِ رائیگاں ہے دُھوپ کی حد پر کُھلا!
کیا بُرا ہوتا جو کوئی ہمسفر ہوتا مرا

چاہتا اظہار ہوں اظہار کی توقیر بھی
کیا فصیلِ شہر پر رہ جائے گا لکھا مرا؟

دُکھ ہوا ہے دیکھ کر وہ کیا تھا اور کیا ہو گیا
ابتداء میں مان لیتا کاش وہ کہنا مرا

اشک باری بھی نہیں "بے نام چُپ" کی چارہ جُو
بارشوں کے بعد بھی موسم نہیں بدلا مرا

تیرگیٔ شب میں امجد پی ہے میں نے اس قدر
صبحِ نارنجی سے بھی اترا نہیں نشّہ مرا

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

نیلِ فلک کو آہ سے اپنی سیہ کرو
ہو مبتلا تو میرؔ کی سنّت ادا کرو

شاید کسی کی آنکھ سے آنسو نکل پڑیں
دنیائے بے طریق کا نوحہ لکھا کرو

خود حسن بے مثال فریبِ خیال ہے
ہر حُسن بے مثال کو دھوکہ دیا کرو

دنیا سے اختلاف کا اچھا نہیں مآل
سب لوگ کہہ رہے ہیں جو، تم بھی کہا کرو

صحرا کی وسعتیں تری جاگیر ہیں مگر
گاہے کسی غزال کے دل میں بھی جا کرو

بے وقت موت سے تری ڈرتے ہیں ہم بہت
امجدؔ یہ غم کڑا ہے مگر خوش رہا کرو

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

یہ جو تیری آنکھوں کی نیلاہٹ ہے
گہرے دُکھ کی چُپ میں سکھ کی آہٹ ہے

کوئی موہن منظر آنکھ میں کُھل جائے
جانے کتنی صدیوں کی اُکتاہٹ ہے

پت جھڑ موسم' میں اور میرا سنّاٹا
تنہا سڑک اور دور تلک پیلاہٹ ہے

روشنیوں کو نظم کروں گا کیسے میں
وسعتِ دل میں سہمی ہوئی دُھندلاہٹ ہے

....

ایک شعر

ہر چند تیرا قرب مری دسترس میں تھا
میں نے ترے وجود کو آدھا نہیں کیا

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جبر

دور کسی جنگل میں بادل مجھ کو ڈھونڈتے ہوں گے
دور کسی صحرا کی وسعت مجھ کو سوچتی ہو گی
دور کہیں باغوں میں کوئل مجھ کو کُوکتی ہو گی
دور کسی ساگر کی موجیں مجھ کو کھوجتی ہوں گی
دور کسی کی اچھی آنکھیں مجھ کو روتی ہوں گی
—— اور میں دفتر میں بیٹھا ہوں نانِ جویں کی خاطر

....

○

ندی کنارا میں اور تُو —
لہر لہر کوئی جادو

میں ترا سایہ ہو جاؤں
تو میرے سائے کو چُھو

دکھی دکھی ہے حسن ترا
جیسے کیٹس کی نظم ہو تُو

ہرے بنوں کو مت جُھلسا
شہر میں رہ اے شہر کی لُو

امجد ساعتِ قرب میں بھی
دل میں ہے اک عالمِ ہُو

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

ہر منظر اک نوحہ ہے
ہالۂ حسن میں روتا ہے

دیوانہ کوئی ایک ہوا
چاند تو سب نے دیکھا ہے

شام ڈھلے اک تنہا شخص
سڑک سے باتیں کرتا ہے

ہرے بنوں میں دور کہیں
کوئی نجات کا رستہ ہے

اچھا ہے کوئی اور نہیں
میں ہوں مرا سنّاٹا ہے

تاریکی کے شاعر نے
روشنیوں کو سوچا ہے

شہر کبیر کے لوگوں میں
کوئی فقیر بھی ہوتا ہے

جا امجد اب لوٹ بھی جا
گھر ترا رستہ تکتا ہے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

اک دشتِ بے کنار میں اس کو پُکار دیکھ
اس شامِ انتظار کو دل میں اتار دیکھ

اے موت تیری خیر کہ تو لازوال ہے
با اختیار لوگوں کو بے اختیار دیکھ

اُکتا چکی ہے شہر کی یک منظری سے آنکھ
اے دل کوئی پسند کا اپنے دیار دیکھ

ناموسِ عشق کے لئے شہرِ ریا کے بیچ
اک مُبتلا سے شخص کو گلیوں میں خوار دیکھ

تجھ کو سفر سے باز نہ رکھوں تو کیا کروں
دشتِ طلب کی حد پہ یہ گرد و غبار دیکھ

آخر تجھے بھی لگ گئی لاحاصلی کی چُپ
کس نے کہا تھا تجھ کو سمندر کے پار دیکھ

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سارے ہنر تنہائی کے ہیں

میں اس سے جھوٹ کہتا ہوں
مجھے تجھ سے محبت ہے
میں تنہائی سے گھبرایا ہوا
اک آدمی ہوں
اور
باتیں ڈھونڈتا پھرتا ہوں گلیوں، ہوٹلوں میں، شاہراہوں پہ
مگر مایوس ہوتا ہوں

کہ وہ باتیں مری باتیں نہیں ہوتیں
کہ وہ باتیں مری تنہائی کی قاتل نہیں ہوتیں
مگر جب رات ...... بھاری رات میں
شاخِ ہنر پہ پھول کھل جائیں
تو یوں لگتا ہے .... کوئی ہمدمِ دیرینہ میری ....
ساری باتیں ڈھونڈ لایا ہے کہیں سے
مگر اے کاش ان وحشت زدہ لمحوں میں
خود کو میں یہ سمجھاؤں
کہ یہ تنہائی ہی تو ہمدمِ دیرینہ ہے میری
مری شاخِ ہنر پہ پھول جتنے بھی ہیں
اس کے ہیں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پسپائی

اب ایسے شہر میں وہ کیا رہے گا
وہ اک سایہ ہے بن میں جا رہے گا

بڑے ظالم ہیں اس بستی کے باسی
یہاں اب عمر بھر تو نہ رہے گا

○

شامِ غم! تو بتا تیری کہانی کیا ہے
رہ رہی ہے تُو جنہیں اُن کی نشانی کیا ہے

بادباں کھولیں کہ بسرام کریں ساحل پر
کچھ نہیں کھلتا ہواؤں کی زبانی کیا ہے

تُو کہ یک طرفہ محبت کا حوالہ ہے مرا
داستانِ شبِ غم تم کو سنانی کیا ہے

لذتِ وصل کا کیا ربط ہے سرشاری سے
ہجر کا کرب ہے کیا؟ آنکھ کا پانی کیا ہے؟

عکسِ پانی میں جو دیکھا تو بہت رنج ہوا
یہ کھلا آج کہ دریا کی روانی کیا ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

دور شہر سے جنگل میں ہیں خوش قسمت سے لوگ
چھوٹی چھوٹی خوشیاں جن کی چھوٹے چھوٹے روگ

ہرے درختوں کی سُندرتا بھید یہ کھولے جائے
سُندر تھے وہ لوگ جنھوں نے بن میں لیا تھا جوگ

ہر موسم کا اپنا اپنا مول ہوا کرتا ہے
سرما کی برفیلی ہَوا میں آؤ منائیں سوگ

بجھے بجھے چہرے ہیں لیکن روشن روشن باتیں
کتنی رونق والے ہیں یہ دکھی دکھی سے لوگ

جتنا تجھ کو سلجھاؤں میں اور الجھتے جاؤ
تم نے امجدؔ پال رکھے ہیں کیسے کیسے روگ

....

بارش کی ساتویں شام

ساتویں شام ہے بارش کی
گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی
شاید کل سورج نکلے گا

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

اے تنہائی! تیرا کوئی ہمراز نہیں ہے
عرضِ ہنر بھی وحشت ہے اعجّاز نہیں ہے

شہر سے ہجرت کی تو دکھ کچھ اور بڑھے ہیں
جنگل میں بھی کوئل کی آواز نہیں ہے

وہ میرا دُکھ کیسے سمجھے کیسے بانٹے۔
میرا باہر اندر کا غمّاز نہیں ہے

ورنہ ترے انجام کو بھی ہم سوچتے رہتے
اچھا ہوا دُنیا تیرا آغاز نہیں ہے

کسی بھیانک خواب کے ڈر سے آنکھ میں امجد
اک مدت سے نیندوں کا درباز نہیں ہے

....

○

صُبح کا نمناک سورج جبر کا غمّاز ہے
رات کی تاریکیوں میں کوئی گہرا راز ہے

ہو نہ ہو اے دل کسی کو ہجر لاحق ہے کہیں
شامِ سرما کی ہُوا سے درد کا درباز ہے

گو بظاہر مہرباں نا مہرباں کوئی نہیں
آنکھ سے اوجھل مگر اک شخص تیر انداز ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شاعری کے باب میں اپنا ہے اتنا تجربہ
شعر کہنا عجز میرا شاعری اعجاز ہے

سوچتی کیا ہو گی وہ مصروفیت کا ہو بُرا
دُور جنگل میں مری ایک گُمشدہ آواز ہے

ہجر ہے بہزاد یہ آسیب کا سایہ نہیں
بے سبب کی بے قراری عشق کی غمّاز ہے

○

کفر کو ایمان کر سکتا ہوں میں —
جنگ کا اعلان کر سکتا ہوں میں

صبح کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
رات پر احسان کر سکتا ہوں میں

اور اب یوں ہے کسی لمحے میں بھی
شہر کو ویران کر سکتا ہوں میں

منتظر دل ہے مگر اک ہُوک کا
ذات کو سُنسان کر سکتا ہوں میں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شہرِ لیلیٰ کا اشارہ چاہیے
دشت میں گُزران کر سکتا ہوں میں

اک لبِ لعلیں کی جُنبش کے عوض
نقدِ جاں قربان کر سکتا ہوں میں

عشق کو خُود داریوں سے کیا غرض
منتِ دربان کر سکتا ہوں میں

عشق بھی امجدؔ کرشمہ ساز ہے
حسن کو حیران کر سکتا ہوں میں

....

○

ہوا یہ کیا کہ فقیرانہ چال چلنے لگے
ذرا سی پی لی تو سب لوگ اچھے لگنے لگے

بُرا نہیں جو بُری عادتیں بنا ڈالیں
کہ اچھے دوست تو سب رفتہ رفتہ مرنے لگے

کل اس کی آنکھیں بھی خوابوں سے خالی خالی تھیں
سو ہم بھی خوابوں کی دنیا سے اب نکلنے لگے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

زندگی

کیا عجب ہو
کہ کسی رات کے سناٹے میں
لوگ چیخیں کہ قیامت آئی
دفعتاً ٹوٹ پڑیں
عرش سے ماہ و انجم
اور
ریزہ ریزہ ہوں پہاڑوں کے بدن
کرۂ ارض کے ہر گوشے میں
زندگی توڑ دے دم
اور ہوا ہو جائے
جس نے صدیوں سے مرے ذہن کو الجھائے رکھا
ایک پل میں
وہ معمّہ ۔۔۔ حل ہو جائے

....

اے کاش کہ کوئی اور بھی جانے

ٹپ ٹپ، ٹپ ٹپ
بارش برسی
بارش موسم سرما کی
شام ہے
لیکن
پچھلے پہر کی تاریکی ہے
تاریکی میں "سٹریٹ لائٹس" سے
جھلمل جھلمل

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہ تنہا چپ چاپ سڑک
جو میت ہے میری برسوں سے
کیوں
شعر کہے .... کیوں نظمیں لکھیں
کیا دُکھ ہے یہ سب جانتی ہے
یہ جانتی ہے اس چُپ کا مطلب
جو آنکھوں کی ویرانی میں بولتی ہے
یہ جانتی ہے اس ہنسی کا مطلب
جو ہونٹوں کی نیلاہٹ میں روتی ہے
لیکن اس کے جاننے سے کیا ہوتا ہے

ڈیپریشن

اک پُر خوف سے ویرانے میں
پاگل کُتّے اور چمگادڑ
مجھ کو نوچتے رہتے ہیں
کون بچائے ..... کون بچائے
کوئی نہیں ..... کوئی بھی نہیں
....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پروین شاکر کی المناک موت پر

بڑی ضدی ہے ضد کب چھوڑتی ہے
وہ "خوشبو" کی زباں میں بولتی ہے

یہ کیسا سانحہ "صدبرگ" دل پر
بڑی منحوس پت جھڑ کی جھڑی ہے

مگر یہ موت کیوں برحق ہے امجدؔ
یہ کیا پروین شاکر مر گئی ہے

....

○

آبِ زر کی بے کرانی چاہیے
مر رہے ہیں لوگ پانی چاہیے

میں بھی اِس سے تنگ آیا ہوں بہت
تم کو میری زندگانی چاہیے؟

یہ ہَوَس تو نیند میری لے اڑی
عشق کی کوئی کہانی چاہیے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سہل اور دشوار راہوں سے پرے
ایک رستہ کہکشانی چاہیے

بن میں کوئی ڈر نہ تھا آسیب کا
شہر میں نقلِ مکانی چاہیے

سب بلاؤں سے رہائی کے لئے
اک بلائے آسمانی چاہیے

دشمنوں کی کیا ضرورت ہے ہمیں
دوستوں کی مہربانی چاہیے

....

O

کیا شب تھی کہ مہکے تھے اطراف کناروں کے
اور قافلے ٹھہرے تھے دریا میں ستاروں کے

بادل کے برسنے پر اک لڑکی کو خوش دیکھا!
پت جھڑ میں بھی در آئے آثار بہاروں کے

یہ میں جو نہیں سلگا تپتے ہوئے صحرا میں
اک شخص کی یادوں میں سائے تھے چناروں کے

اے شہرو بڑے شہرو! رہنے بھی سکوں سے دو
منظر ہیں بہت پیارے چھوٹے سے دیاروں کے

امجد میں مہک جاؤں پر کیسے مہک جاؤں
اے کاش کہ کھل جائیں چہرے مرے یاروں کے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

O

جادو سا کوئی جاگا بادل کے برسنے پر
اک منظرِ نو چمکا موسم کے بدلنے پر

انجام بُرا ہو گا' اک شخص نے روکا تھا
الجھا تھا کوئی مجھ سے دُنیا سے الجھنے پر

ناکامِ محبت کو ہے ننگ سحر کرنا
نادم ہوں بہت میں بھی اک رات کے کٹنے پر

بدمست ہواؤں کو زیبا ہے یہ گستاخی
ہر چند وہ ناخوش ہے آنچل کے سرکنے پر

سوچا تھا محبت میں اک طرفہ قیامت کا
حیراں ہیں بہت دونوں چپ چاپ سلگنے پر

فٹ پاتھ کے شاعر تو یہ جرم نہیں کرتے
کیوں نظم کہی تم نے چڑیوں کے چہکنے پر

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پیارے پاکستان کے حوالے سے

مسلکِ عشق کہاں صاحبِ زر جانتے ہیں
عظمتِ خاکِ وطن خاک بسر جانتے ہیں

اب تو لازم ہوا ہم پر کہ مقابل آئیں
تجھ کو اربابِ ہوس لقمۂ تر جانتے ہیں

کیوں ڈراتے ہو ہمیں صاحبو! تنہائی سے
زندگی کرنے کے ہم سارے ہنر جانتے ہیں

رہنماؤں سے کہو راہ نہ دکھلائیں ہمیں
منزلِ صبح کی ہم راہ گزر جانتے ہیں

اے وطن ایک سے بیٹے تو نہیں ہوتے سب
وہ سرائے میں سہی ہم تجھے گھر جانتے ہیں

وہ تہی دست ہی ہیں افسرِ شاہانہ کہ جو
سنگ ریزوں کو ترے لعل و گہر جانتے ہیں

کون طنّاز ہے یہ بے ہنری پر اپنی
سُر کرو ساز کہ ہم رقصِ شرر جانتے ہیں

....

Scanned by CamScanner

شہرِ بے توقیر میں تنہا رہوں تیرا رہوں
تو نہ پہچانے مجھے سایہ رہوں تیرا رہوں

کذب کے دربار میں مجھ کو شرف حاصل نہ ہو
تیرہ گلیوں میں کہیں سچا رہوں تیرا رہوں

مے پرستی کو حریفِ دردِ دل کیونکر کروں
بارشوں میں ہجر کو سہتا رہوں تیرا رہوں

وقت یہ برباد ہو بے کار کی باتوں میں کیوں
ذرہ کائی جابجا کرتا رہوں تیرا رہوں

منتشر ہونے کا ڈر ہے جان تیرے شہر میں
دور جنگل میں کہیں یکجا رہوں تیرا رہوں

تو کہ خوشبو ہے تری تشہیر ہونی چاہیے
میں ہوائے شام کا جھونکا رہوں تیرا رہوں

تو کہے تو گنگناؤں کوئی اچھی سی غزل
شاعروں کے واسطے عنقا رہوں تیرا رہوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

مبہم خواب

منتہا فہم و ادراک سے بھی
ایک ابہام رہتا ہے مجھ میں

محرومی

پھول خوبانیوں کے جھُومتے ہیں
کر رہی ہیں ہوائیں بوس و کنار
اور میں اپنے ہونٹ کاٹتا ہوں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

شعر کہے اور کچھ نہ کیا
شکر ہے اک شاعر تو جیا

کس کو اتنی فرصت تھی
میں نے تجھ کو حفظ کیا

لوگ تھے اللہ والے سب
میں نے تیرا نام لیا

ایک ہَوا کے جھونکے نے
خوشبو کا در کھول دیا

غزلیں کہہ کر سوچتا ہوں
تو نے مجھ کو کیا نہ دیا

———

○

میں تم سے دُور ہونا چاہتا ہوں
میں اپنے ساتھ رہنا چاہتا ہوں

رہوں میں تا کجے شب کا مجاور !
میں گہری نیند سونا چاہتا ہوں

ہوس بھی اک بُری سی ضد ہے میری
میں بچہ ہوں، کھلونا چاہتا ہوں

Scanned by CamScanner

بڑی بے کیف شامیں کٹ رہی ہیں
شرابی شام کرنا چاہتا ہوں

مجھے ڈر ہے کہ ظالم ہو نہ جاؤں
کسی سے میں بھی ڈرنا چاہتا ہوں

اب اگلا موڑ شاید ہجر کا ہو
وہ رُکنا اور میں چلنا چاہتا ہوں

یونہی کاغذ کیے جاتا ہوں کالے
نہیں لکھا جو لکھنا چاہتا ہوں

کوئی مجھ کو بھی امجد رو رہا ہے
کسی کو میں بھی رونا چاہتا ہوں

"فریاد کی کوئی لے نہیں ہے"

O

تیز ہوا تھی نشّۂ مے بھی زوروں پر تھا
بِرَحر وہ کیسا سرمئی شام کی سڑکوں پر تھا

قُربت میں بھی اس نے مجھ کو تنہا رکھا
مجھ پر جو احسان تھا وہ کب اوروں پر تھا

میں اس کے ہونٹوں کی لالی سوچ رہا تھا
اور وہ حیراں قوسِ قزح کے رنگوں پر تھا

(c) ketabton.com: The Digital Library

قاتل شہر میں ٹھہرا لیکن دکھ تو یہ ہے
ہرے بنوں کا خون بھی میرے ہاتھوں پر تھا

امجد میں بے سایہ رہا ہوں دھوپ کی حد پر
شکر ہے میرا سایہ میرے بچوں پر تھا

پشتو کے عظیم فلسفی شاعر غنی خان لیونے
کی وفات پر

آشفتگانِ شہر کا دلدار مر گیا
جملہ محبتوں کا طلب گار مر گیا

کسبِ ہنر جو کرتا تھا تیرے وجود سے
اے حسنِ بے مثال! وہ فنکار مر گیا

ابرِ بہار ٹوٹ کے برسا ہے رات بھر
یوں ہے کہ کوئی صاحبِ اسرار مر گیا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اب کون مہ وشوں کی کرے گا مصوری
خوباں کی صحبتوں کا گرفتار مر گیا

ہاں مے پیو ضرور مگر خامشی کے ساتھ
رندانِ شہر دیکھنا وہ یار مر گیا

حیرت ہے آج ناصحِ بے درد موم ہے
ہر اک سے کہہ رہا ہے کہ اوتار مر گیا

"ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں"
وجدان و آگہی کا وہ مے خوار مر گیا

اعتراف

اے زندگی! اے خوبصورت زندگی
کتنا بھیانک کر دیا ہم نے تجھے

Scanned by CamScanner

ایک منظر

ہرے درختوں کے سائے ہیں
اک لڑکی چپ چاپ کھڑی تھی
اور پھر ٹوٹ کے بادل برسا

○

مٹی کا آدمی تھا کہ وہ نور محض تھا
صورت تو عام سی تھی مگر حور محض تھا

لگتا تھا ہم کو ثابت و ہشیار دور سے
نزدیک جا کے دیکھا تو وہ چور محض تھا

خوش ہوں کہ اس دیار میں کوئی مری طرح
دنیائے بے طریق سے مفرور شخص تھا

موسم تو ہجر کا تھا مگر ہجر کا نہ تھا
نزدیک تر بھی تھا وہی جو دُور شخص تھا

کیا استعارے عرضِ سخن کو وہ دے گیا
دشتِ برہنگی میں جو مستور شخص تھا

ناقدریِ زمانہ کا احمدؔ گلہ نہیں
گمنام میں رہا ہوں کہ مفرور شخص تھا

....

O

میں بھول جاؤں اسے یہ کمال اور ہے کچھ
دلِ تباہ کا لیکن خیال اور ہے کچھ

تو وصل ترک کو [illegible] ہے تو [illegible] ہوا
یہ میں جو سوچتا ہوں وہ وصال اور ہے کچھ

کسی نے ہم کو بھی دکھ لاکھ دیئے ہیں مگر
طلب ہے جس کی ہمیں وہ ملال اور ہے کچھ

بہت حسین سہی آہوانِ شہر مگر
جو دل کے دشت میں ہے وہ غزال اور ہے کچھ

....

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

یہ چُپ ہے کیسی دُکھوں کا تو در کھلا بھی نہیں
محبتوں کا وہ یک طرفہ سلسلہ بھی نہیں

شکستِ عہد وفا جان اور کیا ہو گا
کہ میں بھی سوچتا ہوں تیرا فیصلہ بھی نہیں

یہ اور بات کہ مجھ تک پہنچ نہ پائے تُو
میں منتظر ہوں ترا اور فاصلہ بھی نہیں

ہمارے حق میں کہیں خودکُشی ثواب نہ ہو
سسک رہے ہیں کہ مرنے کا حوصلہ بھی نہیں

اکیلا ہوں تو کسی سے گلہ نہیں بہزادؔ
بجُز میں اپنے کسی سے کبھی ملا بھی نہیں

....

○

نقش ہونا چاہتے ہیں بے نشاں ہو جائیں گے
شعر جتنے بھی کہے ہیں رائیگاں ہو جائیں گے

شاعروں کو صاحبو! حکمِ زباں بندی نہ دو
مل گئی سب کو زباں تو بے زباں ہو جائیں گے

د ایک دشت رائیگاں میں دوڑتے جاتے ہیں ہم،
ہے یقیں خود پر مگر وہم و گماں ہو جائیں گے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ساری دُنیا سے کٹے اک آدمی کو دُکھ ہے یہ
خرّم و شاداب چہرے سب دُھواں ہو جائیں گے

جیت میں بہزاد ہے خود میں سمٹ جانے کا ڈر
ہار جائیں گے اُسے تو بیکراں ہو جائیں گے

....

فارغ بخاری مرحوم کے لئے

جسم ہے خاک مگر زخمِ ہنر زندہ ہے
کیا ہوا تھک گیا تُو، تیرا سفر زندہ ہے

جستجو آج بھی ہے ایک نئی دُنیا کی
سب کی آنکھوں میں ترا خواب نگر زندہ ہے

آج بھی قافلۂ اہلِ محبت ہے رواں
فاصلے گھٹتے نہیں راہ گزر زندہ ہے

جز ترے کون کرے نعرۂ مستانہ بلند!
شہر زندہ ہے مگر خاک بسر زندہ ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دھوپ سفاک سہی، درپئے آزار سہی!
سایہ دینے کو مگر ایک شجر زندہ ہے

کاش لہرائے پھر اک جام ہوا میں فارغؔ
لوگ کہتے ہیں وہ بادیدۂ تر زندہ ہے

○

خود سے اب اختلافِ سفر کرنا چاہیے
جس رہ چلے جلوس جہاں چلنا چاہیے

کچھ تو طلسمِ شام و سحر سے سوا بھی ہو
جینا بُرا نہیں ہے مگر مرنا چاہیے

شاید کتابِ حسن ہی بابِ نجات ہو
اس کو بٹھا کے پاس اسے پڑھنا چاہیے

آؤ سکوتِ عشق کی دیوار توڑ دیں!
بُرے امن رہ چکے ہیں بہت لڑنا چاہیے

بہزادؔ یوں نہ رات کو تا دیر گھومیے
ہے بزدلوں کا شہر یہاں ڈرنا چاہیے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

یہ چُپ کا عہد مرے شہر میں مدام رہا
مگر وہ شخص کہ جو مجھ سے ہمکلام رہا

وہ مہرباں تھا تو کیوں میکدوں کا رُخ کرتے
سسکتی شاموں میں میرے لئے وہ جام رہا

کہے ہیں شعر جو فرقت میں کیسے اچھے ہوں
کہ مجھ میں ہجر کا موسم برائے نام رہا

مرے لئے تو وہ جیسے کُھلا سمندر تھا
یہ میں ہی سوچ کے کچھ خود ہی تشنہ کام رہا

....

○

تنہا تھا میں بھی تیری ضرورت مجھے بھی تھی
یہ اب کُھلا کہ تجھ سے محبت مجھے بھی تھی

اب کیا گلہ کہ کوئی مجھے جانتا نہیں
لوگوں سے دُور رہنے کی عادت مجھے بھی تھی

اچھا ہوا کہ وقت نے ویران کر دیا
کچھ زندگی بتانے کی عُجلت مجھے بھی تھی

شادی کہیں بھی ہو سو ہو وہ خوش مگر رہے
مجبور عاشقوں کی یہ حسرت مجھے بھی تھی

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں بھی پلٹ کے آگیا تشنہ لبوں کے ساتھ
دریا کو دیکھنے کی رعایت مجھے بھی تھی

" مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو "
غالب سے کوئی دُوُر کی نسبت مجھے بھی تھی

ابرِ بہارِ شام میں

ابھی کچھ دیر پہلے ....
صبح و شام زندگی سے
کس قدر بیزار تھا میں
کتنی نفرت تھی مجھے
عین ممکن تھا ..... کسی بھی لمحۂ منحوس میں
چھت کے پنکھے سے لٹک کر
خود کشی کر بیٹھتا میں
دفعتاً" یہ کیا ہوا ... ابرِ بہارِ شام میں
اک ہوائے تیز نے ... بوندیں وہ برسائیں کہ بس .. !
صبح و شامِ زندگی پر
اعتبار آہی گیا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

قطعہ

گاہے حدودِ دشت سے نکلا بھی کیجیے
کچھ تو خیالِ خاطرِ دنیا بھی کیجیے

ہر چند ذوقِ دشت نوردی بھی خوب ہے
لیکن کسی کو شہر میں لیلیٰ بھی کیجیے

O

ماہِ تمام چمکا وہ بام یاد آیا
یادش بخیر ہم کو اک نام یاد آیا

دیکھا کسی کو ہم نے زلفِ دراز کھولے
برسوں کے بعد دل کو آرام یاد آیا

اک ہم ہی تیرے در کے ٹھہرے فقیر ورنہ
تیرے تو عاشقوں کو انجام یاد آیا

اک پھول کھل اٹھا کیا شاخِ ہنر پہ میری
گُم گشتہ ساعتوں کا انعام یاد آیا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ بات ہے تو کیوں نا واں جا قیام کرلیں
ذکرِ بہشت سُن کر " کالام " یاد آیا

تم نے کہا تھا امجد یہ محض دل لگی ہے
وہ صبح کا ملا تو ہر شام یاد آیا

....

○

وہ بھی خیال و خواب میں کچھ معتبر رہا نہیں
طے ہو چکے ہیں فاصلے کوئی سفر رہا نہیں

بے خود و مبتلا تو ہیں لیکن سپردگی نہیں
ہیں صد ہزار در مگر وہ سنگ در رہا نہیں

اک عشق بے پناہ سے ہم لازوال ہو گئے
ہونے کا اور نہ ہونے کا کوئی بھی ڈر رہا نہیں

کوئی کہے کہ عشق ہے یا محض دل لگی ہے یہ
دل میں کوئی رہا تو ہے کوئی مگر رہا نہیں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

حکمت کہو تو ہے بجا لیکن ہنر نہ جانیے
فن جو کسی جمال کے زیرِ اثر رہا نہیں

بس ہو چکی ہے انتہا، آوارگی سے باز آ
بہزاؔد ایک عمر سے تو اپنے گھر رہا نہیں

....

○

خداؤں کی حفاظت کر رہا ہوں
گُنہ یہ حسبِ عادت کر رہا ہوں

مدینہ ہے نہ کوئی شہرِ کوفہ
بڑی بے سود ہجرت کر رہا ہوں

خدا مجھ کو یقیناً بخش دے گا
میں بچہ ہوں شرارت کر رہا ہوں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے معنی خیز میری بے وفائی
حسینوں سے رعایت کر رہا ہوں

بہت مشکوک ہے کردار یزداں
سو خود تعمیر جنت کر رہا ہوں

زمانے سے بچانا ہے کسی کو
محبت میں سیاست کر رہا ہوں

......

O

دکھ تجھے ہو مگر شہر کو جل جانا ہے
تیرے شاعر نے بہت دُور نکل جانا ہے

کون دیکھے گا یہاں کس کو ہے فرصت اتنی
چاند نکلا ہے مگر چاند نے ڈھل جانا ہے

میں وہ خود دار! خدا سے بھی نہ مانگوں تجھ کو
یہ الگ بات کہ اس دل نے مچل جانا ہے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

رات مجھے رستے میں روکا تیز ہَوا اور بارش نے
کتنا شور مچایا دل میں ایک دبی سی خواہش نے

منہ سے کچھ نہیں کہتے لیکن نظم تو کرنا واجب ہے
کچھ تم نے برباد کیا ہے ، کچھ یاروں کی سازش نے

جی تو بہت للچایا لیکن دشت وجبل کی سیر نہ کی
جیسے قید کیا ہے ہم کو گھر کی ہر آسائش نے

آج بھی ہے دیوارِ دل کی ہر تصویر سے نفرت سی
کتنا ہمیں مایوس کیا ہے اس گھر کی آرائش نے

ورنہ کہاں ہم اور کہاں یہ عرضِ ہنر کی زیبائش
غزلوں کو دیوان کیا ہے ایک تری فرمائش نے

حال کی حد سے دور نکل کر ماضی ماضی ہو جاؤں!
کتنی پُرانی باتیں چھیڑیں سرما کی اک بارش نے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کسی کو دیکھ کر

تم اتنے برس کس نگر میں رہی
میں تمہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا تھا
اپنے ہی سائے میں سو گیا تھا
کتنے سرشار موسم یہاں آئے تھے
اور پلٹ بھی گئے
کتنے چہرے کِھلے ... کِھل کے مرجھا گئے
کتنے ظالم یہاں ... کتنے مظلوم تھے

کتنے دریاؤں، صحراؤں اور جنگلوں کا فسوں منتظر تھا مرا
میں نہیں جانتا
میں نہیں جانتا
میں تو وہ ہوں کہ جو
اپنے ہی سائے میں سو گیا تھا
کل وہ تقریب میں جب تری یہ ستارہ سی آنکھیں اٹھیں مری جانب
تمہیں علم ہے کیا ہوا؟
میں نے سائے کو دفنا دیا ...
میں نے سائے کو دفنا دیا ...

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

کسی جمال میں کھونا تھا، خود کو بھولنا تھا
کسی نگر میں ہمیں بھی کسی کو ڈھونڈنا تھا

بہت سی باتیں کھلاتی ہیں دشتِ جان میں پھول
مگر وہ بات کہ جس پر کسی سے روٹھنا تھا

مگر نکل نہ سکے اپنے دائرے سے ہم
خدا کو ماننا تھا اور بتوں کو پوجنا تھا

یہ اور بات کہ پتھر کا ہو گیا ہوں میں!
کسی پری کا پتہ خوشبوؤں سے پوچھنا تھا

○

گلہ میں کیسے کروں تجھ سے نارسائی کا
یہی جواز ہے میری غزل سرائی کا

انا پرست تو تھے لیکن اس قدر بھی نہیں
کہ قربتوں میں بھی موسم رہے جدائی کا

اسی لئے تو عدو سے نہ خوں بہا مانگا
کہ میرے قتل میں تھا ہاتھ میرے بھائی کا

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

سارا شہر ہی ظالم ہے!
اب تو ہجرت لازم ہے

سارے رشتے ٹوٹ گئے
درد کا رشتہ قائم ہے

سوچتا ہے اک فریادی
کون ہمارا حاکم ہے؟

ہو کہ نہ ہو یہ شہر مگر
دو سینگوں پر قائم ہے

میں تو خیر شکستہ تھا
تُو بھی کہاں اب سالم ہے

وصل کا لمحہ خوابِ حسیں
ہجر کا موسم دائم ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

کھڑا ہوں کب سے میں باہر یہ سوچتا ہی نہیں
عجیب شخص ہے دروازہ کھولتا ہی نہیں

میں سوچتا ہو کہ تجھ بن جیوں گا میں کیسے
تجھے یہ وہم کہ تجھ کو میں چاہتا ہی نہیں

شکست کھائی ہے ہر اک محاذ پر میں نے
یہ اور بات کہ میں ہار مانتا ہی نہیں

یوں کھیلنے کو تو میرا بھی دل مچلتا ہے
پر میرے ساتھ یہاں کوئی کھیلتا ہی نہیں

بکھر گئے تھے جو اعضاء سمیٹ لایا ہوں
بس ایک چہرہ ہے جس کو میں ڈھونڈتا ہی نہیں

....

دو شعر

روٹھے ہیں ایک بار تو پھر گھر نہیں گئے
ہر چند جی نے چاہا بہت پر نہیں گئے

افعی کی طرح ڈستی ہے اب تو انائے عشق
ہم بھی کسی کو ہار کے کیوں مر نہیں گئے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہ شام

وہ شام ٹھہر گئی آنکھوں میں
جس شام تمھاری آنکھوں نے
سر راہ کہی وہ بات کہ جو
خوشبو کے دریچے کھولتی ہے
وہ شام ٹھہر گئی آنکھوں میں
جس شام کی چُپ میں بس یونہی
کچھ تم نے بھی کہنا چاہا تھا
کچھ میں نے بھی کہنا چاہا تھا
وہ شام ٹھہر گئی آنکھوں میں
جس شام کی سرد ہواؤں میں
تیرے کومل جسم کی خُوشبو نے
تا دیر مجھے مہکائے رکھا

○

سب سزاؤں کی جزا پائیں گے
نیند آجائے گی سو جائیں گے

ڈھونڈتے پھرتے ہیں شہروں میں نجات
لوگ جنگل سے بھی ہو آئیں گے

بے سبب سڑکوں پہ پھرتے ہوئے لوگ
اپنے ہونے کی خبر لائیں گے

ہم کو جانا ہے کسی اور طرف
دوست مجبور ہیں گھر جائیں گے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بادباں کھولے ہیں ملاحوں نے
گیت اچھا سا کوئی گائیں گے

وہ پرندے جو اُڑے جاتے ہیں
پھول ہیں خوشبوئیں برسائیں گے

چاندنی ڈھونڈنے امجد صاحب
دور جھیلوں کے نگر جائیں گے

○

یہ دُکھی دُکھی سے جو لوگ ہیں ترے شہرِ غم کے فقیر ہیں
انہیں چشمِ کم سے نہ دیکھنا یہ بشارتوں کے سفیر ہیں

وہاں ایک طائرِ خوشنوا ہے محبتوں کا پیامبر!
یہاں شغلِ جنگ میں مبتلا سبھی قافلوں کے امیر ہیں

میں تو تیرگی ہی سہا کروں، میں تو روشنی ہی لکھا کروں
مری تیرہ شب کی جبین پر مرے دوست ماہِ منیر ہیں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہ یگانہ اپنے کمال میں، میں ہوں تنہا اپنے زوال میں
میں بھی آپ اپنی مثال ہوں وہ بھی آپ اپنی نظیر ہیں

یہ ہوا ہے کیا کہ تھمے نہیں تری اشک باری کا سلسلہ
کئی دن سے امجد خوشنوا بنے آپ میر فقیر ہیں

....

○

شیشۂ دل کے مقابل سنگ ہے اپنی جگہ
اہلِ دنیا سے ہماری جنگ ہے اپنی جگہ

چیختی چنگھاڑتی سڑکیں نصیبہ شہر کا
اک سکوتِ شام کا آہنگ ہے اپنی جگہ

ناصحِ بے درد مدت سے ہے منطق آزما!
اور ہمارا عاشقانہ ڈھنگ ہے اپنی جگہ

زندگی کرنے کی کوئی داد دیتا ہے مگر
ہجر کی شب صبح کرنا ننگ ہے اپنی جگہ

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

آخری حیرت باقی ہے
موت کی دہشت باقی ہے

جسم تو مالا مال ہوئے
روح کی غربت باقی ہے

آج بھی میرے ہونٹوں پر
تیری حدت باقی ہے

اور تو سب کچھ ہار چکے
درد کی دولت باقی ہے

جب تک تیری یاد میں ہوں
میری شہرت باقی ہے

○

ہزار لوگوں میں وہ معتبر نہیں آیا
کہ خود نمائی کا اس کو ہنر نہیں آیا

تجھے تلاش نئی اور حسیں جگہوں کی ہے
میں اک جزیرہ ہوں کوئی اِدھر نہیں آیا

میں تیرے شہرِ طلسمات سے نہیں نکلا
میں گھر میں بیٹھا ہوں لیکن میں گھر نہیں آیا

کسی سے عشق جو کرتے تو کوئی بات بھی تھی
گلہ نہیں جو کوئی بام پر نہیں آیا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ میری آخری سچّائی بھی نثار اس پر
وہ ایک خواب جو نیندوں میں در نہیں آیا

یہ شعر کہنا تو امجدؔ و بالِ جان ہوا
خوشا وہ لوگ جنہیں یہ ہنر نہیں آیا

....

دو شعر

کبھی دھوپ میں پکارو کبھی بادلوں میں ڈھونڈو
وہ جو آنکھ سے ہے اوجھل اسے موسموں میں ڈھونڈو

کسی دن نصیب جاگے مرے شہرِ بے اماں کا
کوئی فاختہ کا پر ہی کہیں جنگلوں میں ڈھونڈو

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

یہ کیا کہ صبح و شام کریں زر کے واسطے
سودا کچھ اور چاہیئے گا سر کے واسطے

جب اختلافِ رزق مرا شہر سے رہا
فکرِ معاش کیسے کروں گھر کے واسطے

ہو عہد کوئی خون سے رہتے ہیں تر بتر
کچھ. سر تو جیسے وقف ہیں پتھر کے واسطے

شاید نقب زنوں سے تحفظ یہ دے سکے
روٹی کا ایک ٹکڑا سگِ در کے واسطے

لہریں ہیں بدحواس تو کرنیں ہیں مضطرب
نکلا ہے چاند جیسے سمندر کے واسطے

لے دے کے ایک جائے اماں ہے یہ ناصحو!
"میخانہ کیسے چھوڑ دوں دفتر کے واسطے"

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آواز

میں تجھے دُور ستاروں میں عبث ڈھونڈتا تھا
یہ کُھلا آج کہ آباد ہے ست رنگ زمیں پر تو کہیں
جان!
یہ سچ ہے کہ میں نے نہیں دیکھا تجھ کو
اور ضروری بھی نہیں ہے کہ ترے عارض و لب
روشنی بن کے مری تیرہ شبی سے الجھیں
میں نے اب تک تو بس "آواز" سُنی ہے تیری

تیری آواز ہی کافی ہے مجھے
گم شدہ عشق منانے کے لئے
جس کو روٹھے ہوئے صدیاں گزری
چیختے شہر کی تنہائی میں
مدتوں بعد یہ اک "نظم" کہی ہے میں نے
یہی اک نظم مرے عشق کا ہے پہلا سراغ
پھول مہکیں گے مری شاخِ ہنر پر پھر سے
گھر سے نکلوں گا میں خوشبو کے سفر پر پھر سے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

موسم کڑا تھا ہجر کا لیکن سراب سا رہا
میں بھی رہا ہوں خوش بہت وہ بھی گلاب سا رہا

میں بھی ہوں کتنا سنگدل اس کو کبھی پڑھا نہیں
جو شخص میرے واسطے اکثر کتاب سا رہا

چھو کر اسے جو دیکھا تو بجھ سی گئیں محبتیں
اچھا لگا ہے آنکھ کو جب تک وہ خواب سا رہا

اس مہرباں کے شہر میں موسم عجیب تھا مرا
دل میں دہکتی دھوپ تھی سر پر سحاب سا رہا

بہزؔاد خوش رہا کرو کڑھنے سے فائدہ ہے کیا
اس شہر پر تو عمر بھر کوئی عذاب سا رہا

....

شبِ سیاہ میں یہ روشنی سے کیسی ہے
دیارِ غم زدہ! تجھ کو خوشی سی کیسی ہے

اتر رہی ہیں یہ آنکھوں پہ ٹھنڈکیں کیسی
یہ دل میں کھلتی ہوئی شگفتگی سی کیسی ہے

یہ کیسی خوشبوئیں چھنتی ہیں شب کی زلفوں سے
سوادِ روح میں یہ نغمگی سی کیسی ہے

مگر وہ عشق بھی آخر فریب ہی نکلا
یہ تیرے ہوتے ہوئے بھی کمی سی کیسی ہے

ہے مہربان کوئی ہم سے بے حسوں پہ بھی
کہ شہرِ مردہ میں یہ زندگی سی کیسی ہے

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

کون سفاک کے عتاب میں تھے
لوگ سارے کسی عذاب میں تھے

قربتوں کا تھا وہ تمنائی
فاصلے میرے انتخاب میں تھے

کیا خبر کس نگر ہوئے آباد
وہ جو اچھے دنوں کے خواب میں تھے

یہ تو ہم کو ہمی پہ پیار آیا
ورنہ ہم لوگ کس حساب میں تھے

کتنے سچے تھے قول کے امجد
وہ جو دشمن مری جناب میں تھے

....

خواب میں کہی ہوئی نظم

چاند اور تنہا سڑک
گفتگو مجھ سے کرے

جنگلوں میں رہ چکے
شہر سے اُکتا گئے

وہ تمھیں مل جائے گا
ڈھونڈنے نکلو اُسے

خوبصورت تھے وہ لوگ
عشق جو کرتے رہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آؤ تھوڑی دیر کو
جی لیں پرانے عہد میں

جاگتی ہے چاندنی
لوگ ہیں سوئے ہوئے

دو شعر

شہر کے سب باسیوں کا ایک سا انجام تھا
صورتیں بگڑی ہوئی تھیں آئینہ دشنام تھا

جانے کس کی آہ کا تھا یہ طلسماتی اثر
تیرگی چھٹتی نہ تھی اور صبح کا ہنگام تھا

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

یہ کیا کہ لطفِ شامِ ملاقات وہ نہیں
کوئی نہیں ہے بات تو کیوں بات وہ نہیں

تُو بھی کھچا کھچا ہے زباں کے سوال پر
میں بھی سمجھا ہوں کہ حالات وہ نہیں

میری تو ساری انگلیاں برفاب ہو گئیں
یہ جو ہیں میرے ہاتھ میں یہ ہاتھ وہ نہیں

آنکھوں کو کیا کروں کہ وہ منظر نہیں رہا
روٹھیں ہیں حیرتیں کہ طلسمات وہ نہیں

خوش ہوں کہ میرؔ کی طرح امجدؔ میں خوار ہوں
اچھا ہوا جو عزتِ سادات وہ نہیں

....

○

کوشش کی بات کی، کوئی وعدہ نہیں کیا
عزمِ وفا کا اب کے اعادہ نہیں کیا

اے کاش عہدِ رفتہ سے آواز دے کوئی
مدت سے ذکرِ ساغر و بادہ نہیں کیا

آخر کو گھر ہی لوٹنا ٹھہرا تو فائدہ
یہ سوچ کر سفر کا ارادہ نہیں کیا

نانِ جویں ملی تو شکم سیر ہو گئے
فکرِ معاش ہم نے زیادہ نہیں کیا

....

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک حسرت

کسی جنگل کی تنہا شام میں
سایا نظر آئے
کوئی اپنی طرح سے شہر میں
تنہا نظر آئے
مسافر دیکھ کر کوئی ہمیں
رُکتا نظر آئے
کوئی صدیوں پُرانے عشق کو
روتا نظر آئے
کسی سے عشق ہو جائے

Scanned by CamScanner

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library